7505 ـ درود ناریہ

سوال

اللهم صلى صلاة كاملة و سلم سلاما تاما على سيدنا محمد الذى (بعض اسی طرح بولتے ہیں) تنحل بہ العقد و تنفرج بہ الكرب و تنقضى بہ الحوائج، و تنال بہ الرغائب و حسن الخواتيم و يستسقى الغمام بوجهہ الكريم و على آلہ و صحبہ فى كل لمحة و نفس "
مندرجہ بالا كلمات كو ہند و پاك ميں درود ناريہ كہا جاتا ہے، اور جب كسى گھر ميں كوئى حادثہ اور مصيبت ہو تو يہ درورد (4444) مرتبہ پڑھا جاتا ہے، ان الفاظ كے معانى كيا ہيں ؟
لوگ كہتے ہيں كہ اگر كلمات شرك پر مشتمل نہ ہوں تو اس كو پڑھنے ميں كوئى مانع نہيں، كيونكہ يہ نقصانده نہيں اور يہ ذكر كى ايك قسم ميں شامل ہوتے ہيں، اور يہ انہيں اللہ كى ياد دلاتے ہيں، اور ہم ايك اضافى دعا كرتے تا كہ اللہ كا قرب حاصل ہو اور وہ ہم سے كچھ مصائب اور تنگياں ختم كر دے.
ميلاد ميں پڑھنے كا حكم كيا ہے، اور كيا مدرسہ كے طلباء يا امام مسجد كا بارى كے ساتھ كچھ مدت بعد پڑھنے ميں كوئى ضرر و نقصان ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

1 ـ اس درود ميں وارد شدہ كلمات واضح بدعت ہيں، اس كے متعلق اكثر بيان كرنے ميں كوئى حرج نہيں:

تنحل بہ العقد: اس سے گرہيں كھلتى ہيں، يعنى جن امور كا حل كرنا مشكل ہے اس سے حل ہو جاتے ہيں اور جو مصيبت آتى ہے وہ ٹل جاتى ہے.

اور اس سے غضب ٹھنڈا ہونا بھى مراد ہو سكتا ہے.

" تنفرج بہ الكرب " يعنى اس سے غم و ہم اور پريشانياں دور ہو جاتى ہيں.

" تقضى بہ الحوائج " يعنى وہ حاصل ہوتا ہے جو وہ چاہے اور جس كو پورا كرنے كى كوشش كرے.

" تنال بہ الرغائب و حسن الخواتيم ": يعنى اس كى اخروى اور دنياوى خواہشات پورى ہوتى ہيں، جس ميں خاتمہ بالخير شامل ہے.

" یستسقی الغمام بوجھہ الکریم ": یعنی اس کے ساتھ اللہ سے بارش کے نزول کی دعا کرتے ہیں.

" والغمام ": یعنی بادل.

2 ـ بعض لوگوں جو آپ کو کہا ہے کہ یہ درود شرک پر مشتمل نہیں، اور آپ کے لیے یہ پڑھنا جائز ہے... الخ ان کی یہ کلام باطل ہے کیونکہ یہ مزعوم درود کئی ایک شرعی مخالفات پر مشتمل ہے مثلا:

ا ۔ اس دورد کو مصائب و مشکلات کے وقت پڑھنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے، اور یہ اختراع عبادت کےاسباب کی بدعت ایجاد کرنے میں شامل ہوتی ہے.

ب ۔ اس کو (4444) کے عدد میں محدود کیا گیا ہے جو عبادت کی کمیت میں بدعت ایجاد کرنا ہے.

ت ۔ اسے اجتماعی پڑھنا قرار دیا گیا جو کہ عبادت کی کیفیت میں بدعت کی ایجاد ہے.

ث ۔ اس میں شریعت مخالفت عبارات پائی جاتی ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں غلو و شرک پایا جاتا ہے، اور ایسے افعال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں جو اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں مثلا قضائے حاجات، اور مشکلات کا حل، اور رغبتوں کا حصول، اور حسن خاتمہ، حالانکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

کہہ دیں میں تمہارے لیے نہ تو نقصان کا مالک ہوں اور نہ ہی فائدے کا .

ج ۔ اس شخص نے شریعت میں آیا درود اور ذکر ترک کر کے اپنی جانب سے دعاء اور درود اختراع کیا ہے، اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگوں کی ضرورت کو بیان کرنے میں کوتاہی کا بہتان پایا جاتا ہے، اور اس میں شریعت پر استدراك کا دعوی پایا جاتا ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2550) صحیح مسلم حدیث نمبر (1718).

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے:

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے "

صحيح مسلم حديث نمبر (1718).

ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہيں:

" يہ حديث دين اسلام كے عظيم اصولوں ميں ايك اصول ہے، اور يہ ظاہری طور پر اعمال كے ليے كسوٹی اور ترازو ہے، جس طرح حديث " انما الاعمال بالنيات " اعمال كے باطن كے ليے كسوٹی ہے اسی طرح يہ ظاہری كسوٹی ہے، اور پھر جس طرح ہر وہ عمل جو اللہ كے ليے نہ كيا جائے اس كا عمل كرنے والے كو كوئی اجروثواب حاصل نہيں ہوتا، اسی طرح ہر وہ عمل جس پر اللہ تعالى اور اس كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم كا حكم نہ ہو تو وہ عمل مردود ہے.

اور جس نے بھی كوئی ايسا كام دين ميں ايجاد كر ليا جس كی اللہ تعالى اور اس كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم نے اجازت اور حكم نہيں ديا تو اس كا دين سے كوئی تعلق نہيں " اھـ

ديكھيں: جامع العلوم و الحكم (1 / 180).

اور امام نووی رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" يہ حديث دين اسلام كے قواعد ميں سے ايك عظيم قاعدہ ہے، اور يہ نبی كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے جوامع الكلم ميں شامل ہوتا ہے؛ كيونكہ يہ بدعات اور ايجادات دين كے رد ميں صريح ہے، اور دوسری روايت ميں اور الفاظ وارد ہيں: وہ اس ليے كہ ہو سكتا ہے كوئی بدعتی شخص جو پہلے سے ايجاد بدعت پر عمل كر رہا ہے جب اس كو يہ پہلی حديث دليل دی جائے كہ:" جو كوئی بھی بدعت ايجاد كرے " تو وہ جواب ديتا ہے ميں نے تو كچھ بھی نئی چيز ايجاد نہيں كی، تو اس كے ليے يہ دوسری روايت كے الفاظ بطور دليل پيش كئے جائينگے:

" جس كسی نے بھی كوئی ايسا عمل كيا " اس حديث ميں صراحت ہے كہ ہر بدعت چاہے وہ اس نے خود ايجاد كی ہو يا پہلے سے ايجاد كردہ پر عمل كر رہا ہو مردود ہے...

اس حديث كو ياد و حفظ كرنا بہت ضروری ہے تا كہ منكرات و بدعا تكو ختم اور باطل قرار دينے كے ليے اس سے استدلال كيا جا سكے " اھـ

ديكھيں: شرح مسلم نووی (12 / 16).

3 ـ اور ميلاد كے متعلق عرض ہے كہ يہ بدعت ہے، اگر يہ خير و بھلائی ہوتی تو وہ لوگ جو نبی كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے لوگوں ميں سب سے زيادہ محبت كرنے والے تھے وہ اس كی طرف ہم سے سبقت لے جاتے يعنی صحابہ كرام بھی ايسا كرتے، اور ميلاد ميں جو كچھ پڑھا جاتا ہے وہ سيرت نبوی كے متعلق اكثر ضعيف يا پھر موضوع ہوتا

ہے، اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غلو پایا جاتا ہے، ذیل میں ہم اس کے متعلق علماء کرام کے اقوال پیش کرتے ہیں:

ا ۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو ہر برس میلاد النبی کی رات قرآن ختم کرتا ہے کیا یہ مستحب ہے یا نہیں ؟

شیخ الاسلام کا جواب تھا:

عیدین اور ایام تشریق میں کھانے کے لیے لوگوں کا جمع ہونا سنت ہے، اور یہ اسلام کے ان شعار میں شامل ہوتا ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں اور فقراء کو رمضان المبارک میں کھانا کھلانے کے لیے مسنون کیا ہے اور یہ اسلام کےطریقوں اور سنن میں سے ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی نے بھی کسی روزے دار کا روزہ افطار کروایا تو اسے بھی روزے دار جتنا اجروثواب حاصل ہو گا "

اور فقراء قراء کرام کو وہ کچھ دینا جو ان کے قرآن مجید کی تعلیم میں معاون ہو ہر وقت نیك و صالح عمل ہے، اور جو بھی ان کی اس میں معاونت کرتا ہے وہ ان کے ساتھ اجروثواب میں برابر کا شریك ہے.

لیکن انہیں شرعی تہواروں کے علاوہ دوسرے تہوار بنا لینا مثلا جس طرح ربیع الاول کی کچھ راتیں بطور جشن عید میلاد النبی منائی جاتی ہیں، یا رجب کی بعض راتیں یا پھر آٹھ ذوالحجہ کی رات، یا رجب کا پہلا جمعہ یا آٹھ شوال جسے جاہل لوگ نیکوں کی عید کا نام دیتے ہیں، یہ سب ان بدعات میں شامل ہوتی ہیں جسے نہ تو سلف نے مستحب قرار دیا ہے اور نہ ہی خود ایسا کیا.

واللہ سبحانہ و تعالی اعلم.

دیکھیں: الفتاوی الکبری (4 / 415).

ب ۔ ابن الحاج کہتے ہیں:

اس دور میں بعض لوگوں نے اس معنی کے مخالف کام کا ارتکاب کرنا شروع کر دیا ہے وہ یہ کہ جب یہ ماہ مبارک یعنی ربیع الاول کا مہینہ تو وہ دف بجانا اور لہو و لعب میں مشغول ہو جاتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے.

تو جو کوئی رونا چاہتا ہے وہ اپنے آپ اور اسلام اور اہل اسلام اور سنت پر عمل کرنے والوں کی غربت و اجنبیت پر

روئے.

افسوس اگر وہ ترانے اور نظمیں بناتے مگر ایسا نہیں بلکہ ان میں بعض کا گمان ہے کہ وہ ادب و احترام کر رہا ہے، اور قرآن مجید کی تلاوت سے میلاد شروع کرتا اور وہ اسے دیکھتے ہیں جو ناچ گانےمیں سب سے ماہر ہو، اس میں جو خرابیاں پائی جاتی وہ کئی وجوہات کی بنا پر ہیں:

قاری تلاوت کرنے میں شرعا مذموم طریقہ اختیار کرتے ہوئے گانے کی طرح پڑھتا ہے اس کا بیان ہو چکا ہے.

دوم:

اس میں کتاب اللہ کا قلت ادب اور قلت احترام پایا جاتا ہے.

سوم:

وہ قرآن مجید کی قرآت کا کاٹ کاٹ کر پڑھتے ہیں اور اپنے نفس کی خواہش کی تسکین کرتے ہوئے لہو لعب اور ڈھول باجے بجاتے ہیں جس طرح ایك گانے والا کرتا ہے.

چہارم:

وہ کچھ ظاہر کرتے ہیں جو ان کے باطن میں نہیں ہوتا اور یہ بعینہ نفاق کی صفت ہے کہ آدمی کے اندر کچھ ہو اور وہ ظاہر کچھ اور کرے، لیکن جس میں شریعت نے استثناء کیا ہے وہ نہیں وہ اس طرح کہ قرآت کی ابتدا تو کرتے ہیں لیکن ان کا مقصد اور خیالات گانے بجانے والوں سے معلق ہوتے ہیں.

پنجم:

ان میں سے بعض لہو و لعب کے سبب کی قوت کے باعث بہت ہی کم پڑھتے ہیں، اس کا بیان اوپر ہو چکا ہے.

ششم:

بعض سامعین کا مشغلہ ہوتا ہے کہ جب قاری قرآت لمبی کرے تو وہ شور و غلغلہ کرنا شروع کر دیتے ہیں اور خاموش ہی اس وقت ہوتے جب وہ ان کی خواہش کے مطابق لہو و لعب میں مشغول نہ ہو جائے، اور یہ اہل ایمان و اہل خشیت کے وصف کا مقتضی نہیں جو اللہ نے بیان کیا ہے، کیونکہ اہل ایمان تو اپنے مولا و آقا پروردگا کا کلام سننے کو پسند کرتے ہیں.

اللہ کا فرمان ہے:

اور جب وہ اسے سنتے ہیں جو رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اس کے باعث کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے اور ہمیں گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ دے .

یہاں اللہ تعالی نے اپنی کلام سننے والوں کی صفات بیان کی ہیں.

ان میلادیوں میں سے بعض اس کی ضد اور مخالف کام کرتے ہیں جب وہ اپنے رب کی کلام سنتے تو وہ رقص و سرور کرنے لگتے ہیں اور ناچتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا انا للہ و انا الیہ راجعون، انہیں گناہ کرتے ہوئے شرم ہی نہیں آتی اور شیطانی عمل کر کے رب العالمین سے اجروثواب حاصل کرنا چاہتے ہیں.

اور وہ اس میں گمان کرتے ہیں کہ وہ عبادت و خیر و بھلائی کے کام میں مشغول ہیں، کاش اگر ایسا کام بےوقوف اور کم تر قسم کے لوگ کرتے تو کچھ نہ تھا، لیکن یہ وباء اتنی عام ہوئی ہے کہ علم کی طرف منسوب افراد کو بھی آپ اس میں کودتے دیکھیں گے، اور اسی طرح وہ افراد بھی جنہیں پیر اور شیخ کا لقب دیا جاتا ہے اور وہ مربی قسم کے افراد کہلاتے ہیں جو اپنے مریدوں کی تربیت کرتے ہیں وہ بھی اس میں ہاتھ دھونے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں.

پھر تعجب تو یہ ہے کہ ان پر شیطانی ہتھکنڈے اور چالیں کیسے مخفی رہی ہیں، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ شرابی جب پہلی مرتبہ شراب نوشی کرتا ہے تو وہ گھنٹہ گھنٹہ سر ہلاتا اور اول فول بکتا رہتا ہے، اور جب شراب اس پر قوی ہو جاتی ہے تو اس کی شرم و حیاء اور وقار بھی جاتا رہتا ہے اور سب کے سامنے ہی ننگا تك ہو جاتا ہے.

اللہ ہم اور آپ پر رحم فرمائے اس گانے والے کو دیکھیں جب وہ گاتا ہے تو ہیبت و وقار اور اچھی ہئیت والا اور اہل علم و فن والا شخص بھی اس کے لیے خاموش ہو جاتا ہے، اور جب اسکے ساتھ ساز بجتا ہے تو یہ شخص بھی اپنا سر ہلانے لگتا ہے جس طرح سب شرابی مل کر کرتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے.

پھر جب وہ ساز و گانے میں مگن ہو تو اس کی حیاء و وقار بھی جاتا رہتا ہے جیسا شراب نوشیوں کے متعلق بیان ہوا ہے وہ سب کھڑے ہو کر رقص و سرور میں مشغول ہو جاتے ہیں اور آوازیں کستے اور لہکتے اور روتے رولاتے اور خشوع اختیار کرتے کبھی اندر جاتے اور کبھی باہر نکلتے اور ہاتھ پھیلاتے اور سر اٹھاتے ہیں کہ آسمان سے مدد آ گئی، اور اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی ہوتی ہے، اور بعض اوقات تو اپنے کچھ کپڑے بھی پھاڑ لیتا ہے اور اپنی داڑھی کے ساتھ کھیلتا اور نوچتا ہے.

یہ واضح اور ظاہر منکر و برائی ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے، اور بلاشك و شبہ کپڑے پھاڑنا اسی میں شامل ہوتا ہے.

دوم:

ظاہر میں وہ عقلمندوں کی حد سے خارج ہے کیونکہ اس سے وہ کچھ صادر ہو رہا ہے جوغالب طور پر مجنون اور پاگل قسم کے افراد سے صادر ہوتا ہے.

دیکھیں: المدخل (2 / 5 ـ 7).

ج ـ مستقل کمیٹی کے علماء کہتے ہیں:

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن منانا جائز نہیں کیونکہ یہ نئی ایجاد کردہ اور بدعت ہے، نہ تو اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منایا اور نہ ہی ان کے خلفاء راشدین نے اور نہ ہی ان کے علاوہ پہلی تین صدیوں کے علماء کرام نے اور یہ تین دور ہی افضل ترین دور ہیں.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (3 / 2).

د ـ شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

کیا مسلمانوں کے لیے مسجد میں بارہ ربیع الاول کی رات میلاد النبی کی مناسبت سے عید کی طرح دن کو چھٹی کیے بغیر سیرت نبوی کی یاد دہانی کے لیے جشن منانا جائز ہے ؟

ہمارا اس میں اختلاف ہے کچھ کہتے ہیں یہ بدعت حسنہ ہے اور کچھ اسے بدعت غیر حسنہ قرار دیتے ہیں کیا یہ صحیح ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" بارہ ربیع الاول کی رات یا کسی اور وقت میلاد النبی کا جشن منانا مسلمانوں کے لیے جائز نہیں؛ کیونکہ میلاد کا جشن منانا دین میں نئی ایجاد کردہ بدعت ہے؛ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کبھی میلاد نہیں منائی تھی حالانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے مبلغ اور اللہ سے شریعت کے قوانین لانے والے تھے، اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میلاد منانے کا حکم ہی دیا.

اور آپ کے بعد خلفاء راشدین نے بھی کبھی میلاد نہیں منایا اور نہ ہی صحابہ کرام میں سے کسی صحابی نے، اور ان کے بعد تابعین عظام نے بھی قرون مفضلہ میں میلاد نہیں منائی، تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ بدعت ہے.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے "

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے.

اور مسلم کی روایت میں ہے جسے امام بخاری نے معلقا بالجزم روایت کیا ہے:

" جس کسے نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے "

میلاد کا جشن منانے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں ہے، بلکہ یہ بعد کے ادوار میں لوگوں نے دین میں ایجاد کیا جو کہ مردود ہے، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے:

" اما بعد: یقینا سب سے بہتر بات کلام اللہ ہے، اور سب سے بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، اور برے ترین امور اس دین کے نئے ایجاد کردہ امور ہیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے "

اسے مسلم اور نسائی نے روایت کیا ہے.

اور مسلم کی روایت میں ہے:

" ہر گمراہی آگ میں ہے "

میلاد کا جشن منانے کی بجائے یہی کافی ہے کہ مساجد اور مدارس وغیرہ میں سیرت طیبہ پڑھائی جائے، اور دور جاہلیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے، اس میں بغیر کسی ضرورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش اور وفات بھی آ جائیگی، اور اس کے لیے کوئی جشن منانا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع نہیں کیا اور نہ ہی اس کی کوئی دلیل ملتی ہے...

اللہ تعالی ہی مدد کرنے والا ہے، اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ سب مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور سنت نبویہ پر کفائت کرنے کی توفیق اور بدعات سے بچائے "

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (4 / 289).

واللہ اعلم .